Registered L. No. 89.

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہی

نمبر (۱۸) ہر ہفتہ بروز جمعہ شایع ہوتا ہی - ۴ مئی سنہ ۱۹۰۶ء جلد (۳۴)

گلدستۂ اخبار

نیلا ڈلفیہ واقعہ امریکہ کی ایک لیڈی مسماۃ ہیلن گلیس نے جو سالیم ریفارمڈ چرچ کی گانے والی پارٹی کی ایک ممبر ہے ایک شخص مسمی کورانگلر کے خلاف جو اس کانگریگیشن کا ممبر ہے ایک ہزار روپیہ کا دعویٰ اس بنیاد پر کیا ہے کہ اس نے میری آواز پر نکتہ چینی کرنے سے اسقدر نقصان کر دیا + بوئر لوگ انگلستان سے جنگ کرنا نہیں چھوڑتے بلکہ پولیٹکل دبدبہ کے لئے سخت جد و جہد کر رہے ہیں + ہفتہ مختتمہ ۱۴ اپریل میں ۱۵۵۰۲ اموات پلیگ سے ہوئیں۔ پنجاب میں ۵۵۱۹ - صوبجات متحدہ میں ۳۹۲۴ - بنگال میں ۲۳۴۴ - احاطہ بمبئی میں ۷۶۶ - صوبجات متوسط میں ۳۱۴ - برما میں ۲۰ - کشمیر (اضلاع جموں) میں ۵۸۵ - مارچ کے آخر میں اندازہ کیا گیا ہے کہ وکٹوریہ کی گندم ۲۲۵۰۰۰۰۰ بشل ہوگی۔ امرتسر میں پلیگ کا بڑا زور ہے۔ ۴۰-۷۰ اموات روز ہوتی ہیں۔ سنا جاتا ہے کہ دینا جپور میں ۱۳ طلباء میں سے ہر ایک کو پانچ روپیہ جرمانہ اس وجہ سے ہوا ہے کہ وہ سودیشی میٹنگ میں حاضر ہوئے تھے گذشتہ ماہ میں کابل کے اندر ۱۶ انچ برف گری جو سنہ ۱۹۰۵ء کے ماہ میں جو برفباری ہوئی تھی اس سے کہیں زیادہ ہے سنا جاتا ہی کہ چند روز ہوئے کہ ہمالیہ کے ضلع شملہ میں زلزلہ کے کئی ایک جھونکے وارد ہوئے مگر چندیکہ نشد رہا۔ لودیانہ کے جدید پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ سکرٹریٹ تعمیر لودیانہ کا تخمینہ مقرر ہو گیا ہے۔ پچاس ہزار روپیہ کا عطیہ مقرر ہو گیا ہے۔

بڑی خوشی کی بات ہے کہ لائل پور کے ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز لالہ خزان چند بی اے کو گنڈہ ریگارین کے مضمون پر ایک کتاب لکھنے کے صلہ میں سررشتہ تعلیم کی طرف سے مبلغ دو سو روپیہ انعام ملا۔ سان فرانسسکو میں ۱۸ اپریل کو ۸ گھنٹے اور ۴۹ منٹ پر پہلے جھونکے زلزلے کے محسوس ہوئے اور بڑا جھونکا ۹ گھنٹے اور ۴۰ منٹ پر واقع ہوا زلزلہ قریب سوا گھنٹے تک کم و بیش رہا۔ میسور اور کورگ کی یورپین اور انگلو انڈین ایسوسی ایشن کو اطلاع دیگئی ہو کہ محکمہ تار کے ڈائرکٹر جنرل نے فرمایا ہے کہ اس احاطہ کے دفاتر تار برقی اور نیز دیگر بڑے بڑے دفاتر میں مستورات کی ملازمت کے سوال پر تاحال گورنمنٹ ہند غور و فکر کر رہی ہی۔ کاغذ بنانے کی ہند میں سخت ضرورت ہی کیونکہ ہندوستان میں کاغذ کا خرچ بہت ہی بڑھتا جاتا ہی۔ بنگال میں صرف تین مشینیں ہیں ایک لکھنؤ میں ایک پونا میں اور ایک احاطہ بمبئی میں۔ بڑے بڑے ڈاکٹروں کی رائے ہی کہ مستورات ذہنی لحاظ سے مردوں سے کسی طور پر کم نہیں ہیں بلکہ مساوی ہیں۔ شہر نیویارک واقعہ امریکہ میں ایک حبشی غلام کو اس جرم کی پاداش میں کہ اس نے اپنے گھر میں گورے غلام رکھے ہوئے تھے بیس سال قید کی سزا دی گئی ہی۔ باریسال کانفرنس کے پریزیڈنٹ صاحب مسٹر رسول نے باریسال میں جو ظلم و تشدد واقعہ ہوئے ہیں اسکے متعلق کل واقعات ہز ایکسیلنسی دی ویسرائے کے روبرو رکھ دی ہیں۔ بنگال کے باشندگان کے دلوں پر سودیشی تحریک نے بخوبی قابو کر رکھا ہی۔ اور دیسی اشیاء اب وہاں بکثرت بنتی اور استعمال کی جاتی ہیں۔ +

۱۸ اپریل کو سان فرانسسکو میں ایک ہزار آدمی مکانوں کے نیچے دب کر مر گئے۔ کئی ہزار زخمی ہیں۔ اور تین لاکھ سے زیادہ آدمی بے خانماں و آوارہ پھر رہے ہیں۔ جب ۵ بجے صبح کو زلزلہ کا جھٹکا محسوس ہوا۔ جو قریباً ۳ منٹ رہا۔ تو اسوقت تقریباً سارا شہر سوتا تھا۔ غضب یہہ ہوا۔ کہ مکانوں کے یکدم گرنے سے گیس کی نالیوں سے کئی مکانوں میں آگ لگ گئی اور باوجود ہزار کوشش کے جبتک کروڑوں روپیہ کا نقصان نہ کر لیا نہ بجھی۔ بلکہ جب آگ زیادہ بھڑکی۔ اور اندیشہ ہوا کہ آتش زدہ مکانوں کی آتش زدگی بدستور قائم رہنے سے مبادا سارا شہر جل جائے۔ تو مجبوراً اُن مکانوں کو ڈائنامیٹ سے اڑا دینا پڑا۔ غضب ہی۔ کہ قدرت کے سمجھ میں نہ آنے والے اسباب کس طرح لاکھوں انسانوں کی سالوں کی محنت ایک ثانیہ میں برباد کر دیتے ہیں۔ نیویارک والوں نے ایک کروڑ روپیہ کے قریب امدادی چندہ بھیجدیا ہی۔ یہہ ہی امریکن ہمدردی + جاپان سے قحط کی دردناک خبریں آرہی ہیں۔ ہزاروں آدمی درختوں کی جڑوں اور پتوں پر گذارہ کر رہے ہیں۔ یوکوہاما کے کونسل جنرل کے بیان کے مطابق قریب ۱۸ لاکھ آدمیوں سے زیادہ نہایت ہی خطرناک حالت میں مبتلا ہیں ڈھاکہ کے نواب صاحب بہادر نے علیگڈھ کی کل ہندوستانی محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کو دعوت دی ہی کہ دسمبر میں جو اُن کی میٹنگ ہونے والی ہی وہ بالضرور ڈھاکہ ہی میں منعقد ہو۔ نواب صاحب بڑے وثوق سے متوقع ہیں کہ اُن کی یہہ دعوت قبول کیجاوے۔ سنا جاتا ہی۔ کہ سر اینڈریو فریزر صاحب اپنی چھ ماہ کی رخصت کے اندر کئی ہفتہ تک جرمنی میں قیام کرینگے تاکہ اس ملک کی میونسپل خدمات سے واقفیت پیدا کرے +

ایڈیٹوریل نوٹس

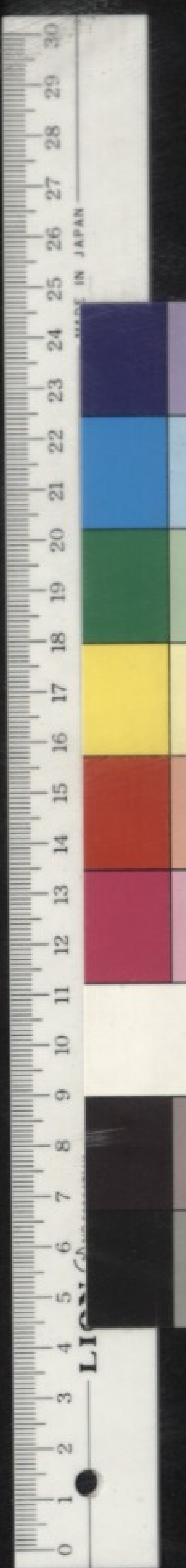
بابو بیلی رام صاحب و شیخ الہٰ دین صاحب پیلیج کے انوار الاسلام کا مطالعہ کرتے کرتے ہم "بابو بیلی رام صاحب ہدایت اللہ" کے عنوان پر آپہنچے اور سوال وجواب کو ان ہر دو صاحبان کے درمیان تھا بلا کم وکاست بغور پڑھا۔ افسوس کہ بابو بیلی رام صاحب کے ایک سوال کا جواب بھی نہ دیکھا۔ خوانخواہ چار پانچ ورق شیخ صاحب نے سیاہ کر ڈالے اور اپنے زعم میں سمجھا کہ خوب دنداں شکن جواب دیدیا۔ بھلا اب مجال ہو کہ بیلی رام صاحب چوں بھی کر جاویں! ہمیں تو اس طریقہ جواب ہی پر بڑی ہنسی آئی اور یہی خیال گذرا کہ شیخ صاحب کو جواب نہیں آتا۔ سوال بیلی رام کا یہہ ہو کہ کیا قرآن مجید خدا کا کلام ہے؟ جواب یہہ ملا "....... اول آپ بائبل کے ہر ایک صحیفہ کا فرداً فرداً کلام الٰہی ہونا...... ثابت کر کے دکھلائیں بعد ثبوت من کل الوجوہ بائبل کے کلام الٰہی ہونیکے پھر ہم بھی انشاء اللہ تعالیٰ انہیں شرایط مقرر کردہ آنجناب کے پابند ہو کر قرآن شریف کا کلام الٰہی ہونا ثابت کرینگے"۔ ایسی قبیل سے کل سوالات کے جواب ہیں۔ اب ناظرین فیصلہ کر سکتے ہیں کہ بابو بیلی رام صاحب کے سوال کا جواب شیخ صاحب نے خاطر خواہ یا ذرہ سا بھی دیدیا ہے یا نہیں۔ اگر کوئی آریہ ہم سے مسیح کے کفارہ کے بارے میں سوال کرے اور ہم جواب میں کہیں کہ پہلے تم اپنے آواگون کو ثابت کرو تب ہم مسیح کے کفارہ کا ثبوت دینگے تو بھلا کیا آریہ صاحب اور دیگر سامعین ہمارے اس جواب سے تشفی حاصل کرینگے!۔ ہرگز نہیں۔ بس یہی حال شیخ صاحب کا ہے۔ شاید شیخ صاحب کو سوال جواب کے اصول بھی نہیں آتے مگر میں انجمن حمایت اسلامیہ کی طرف سے بڑے بھاری اور سرگرم واعظ۔ ہم واعظ صاحب کو اپنا دوست سمجھ کر مشورہ دیتے ہیں کہ اصول مناظرہ سوال وجواب کو خوب مد نظر رکھیں اور تب اخبار یا رسالہ میں مضامین شائع کیا کریں ورنہ ناحق اپنی غلطی نہ کھلوایا کریں +

ذاتوں کی تفریق پر ایک مسلمان کی رائے۔ ۱۰ اپریل کے

اردو اخبار میں "ذاتوں کی تفریق مانع ترقی نہیں" کے عنوان سے ایک مسلمان نامہ نگار نے ایک مختصر سا مضمون لکھا ہے جسمیں اُسنے یہہ ثابت کرنیکی کوشش کی ہو کہ ہند میں جو ذات پات کا امتیاز قدیم سے چلا آتا ہو وہ بالکل درست اور مفید ہو اور نہ اسکا واضع "فطرت شناسی میں فرد اور سلوک قدرت کا پورا عارف ہوگا اور انسانی طبایع وجذبات کے اختلاف پر اسکی بڑی گہری نظر ہوگی" پھر آپنے فرمایا ہو "یہہ ذاتوں کی تفریق کام کرنے میں تھی مگر حقوق انسانی میں وہ سب ایک تھے۔ برہمن اور چھتری شودروں سے ایسی محبت کا برتاؤ کرتے تھے کہ آج کوئی یورپین اپنے نوکروں سے نہیں کرتا اور نہ کر سکتا ہو"۔ پھر آپنے یوروپین ترقی کی تعریف کی ہو جو سراسر حقیقت اور تجربہ کے خلاف ہو۔ شاید نامہ نگار صاحب کی واقفیت اس کل امر میں بہت کم ہو۔ اگر اسکا مطول جواب لکھا جاوے تو بہت سا وقت خرچ ہوتا ہو اور اخبار میں اس کی گنجائش بھی نہیں اسلئے صرف چند سطور میں ہی اسکو ختم کرینگے +

ذاتوں کی تفریق کام کرنے میں تھی الخ۔ نامہ نگار صاحب کو منوجی کے دھرم شاستر کی خبر تک نہیں ہو۔ منوجی کے دھرم شاستر میں تو شودروں کے کل مجلسی مذہبی اور معاشرتی حقوق کا ایسا قلع قمع اور ستیاناس کیا ہوا ہو کہ دنیا میں اسکی نظیر ہی نہیں۔ نمونہ کے طور پر دیکھئے منوجی شودروں کے ساتھ سلوک اور انکے حقوق کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ بادشاہ کو برہمن کے قتل کرنیکا بالکل اختیار نہیں خواہ وہ ہر قسم کے ممکن جرائم کا مجرم ہی کیوں نہو۔ بادشاہ کو برہمن کے قتل کرنیکا خیال تک بھی کرنا نچاہئے۔ کیونکہ برہمن کے قتل کے برابر دنیا میں کوئی گناہ ہی نہیں۔ اگر شودر کسی دوجنمی کو بُرے کلمات سے خطاب کرے تو اُسکی زبان کاٹ ڈالی جانی چاہئے۔ اگر وہ برہمن کے نام یا ذات کو حقارت سے زبان پر لاوے تو لوہے کی دس انگل لمبی چھڑ آگ میں سرخ کر کے شودر کے حلق کے اندر گھسیڑ دینی چاہئے۔ جس عضو سے نیچی ذات کا شخص اونچی ذات کے شخص کو کچھ ضرر پہنچائے تو اسکا وہ عضو کاٹ ڈالنا چاہئے جو اپنا ہاتھ یا چھڑی اُٹھائے اسکا ہاتھ کاٹ ڈالا جائے اور جو غصہ سے کسی کو لات مارے اسکی لات کاٹ ڈالی جائے۔ اگر نیچ ذات کا آدمی اونچی ذات کے آدمی کے برابر بیٹھنے کی کوشش کرے تو اسکی سرین پر گرم لوہے سے داغ کر اسکو جلاوطن کر دینا چاہئے شودر مقدس رسوم ادا کرنیکا مستحق نہیں ہو۔ برہمن کسی شودر کو مشورہ نہ دے اور نہ اپنی خوراک کا بقیہ اور نہ وہ گھی جو گندا نا گیا ہوا۔ نہ وہ سمرتی کی تعلیم اس کو دے اور نہ کفارہ وغیرہ کی تشریح اس کے سامنے کرے۔ دیکھو لاز آف منو مختصر مولفہ جان مرڈوک صاحب ایل ایل ڈی صفحہ ۵۵ و ۵۶۔ کیا یہی محبت کا برتاؤ تھا جو برہمن اور چھتری شودروں کے ساتھ کرتے تھے؟ مانا ہم نے کہ بعض یورپین اپنے نوکروں کے ساتھ کسی حد تک زیادہ جبر اور سختی کرتے ہوں لیکن کیا وہ اپنے نوکروں کے ساتھ اسی قسم کا سلوک کرتے ہیں جیسا برہمن اور چھتری شودروں کے ساتھ کرتے تھے؟ کیا ہمارا معزز نامہ نگار کسی یورپین قانون کی کتاب میں خواہ وہ دنیاوی ہو خواہ دینی اس قسم کا سلوک دکھا سکتے ہیں؟ کیا ذات پات کے واضع کی یہی دانائی اور فطرت شناسی ہے! جناب من ایسا ظلم تو محمدی مذہب میں بھی شودروں کے ساتھ نہیں ہو جس کے آپ معتقد ہیں۔ اور نہ ہی منوجی کے ان احکام کے مثل کوئی حکم اسلام میں ہو +

پنڈت شوناتھ شاستری پروفیسر بھنڈارکر کیشب چندر سین سرایچ ایس مین اور کمسار وغیرہ سنسکرت دان اور فلاسفران نے اس امتیاز کے خلاف وہ وہ لکچر اور درس دئے ہیں کہ رہے نام سائیں کا۔ اور عقل ونقل وتجربہ سے اسکے وہ وہ نقایص اور قبایح بیان فرمائے ہیں کہ خوانخواہ سر تسلیم خم کرنا ہی پڑتا ہو۔ وہی ہندو جو ایک وقت اس قانون کے بڑے بھاری حامی تھے اب اس کی تردید میں ہمہ تن مصروف اور اسکے خلاف عمل کر رہے ہیں۔ پنڈت شوناتھ شاستری نے جو جو خرابیاں ذات پات کے امتیاز کی بیان فرمائی ہیں کیا انکے ہوتے ہوئے بھی یہہ مانع ترقی نہیں





جاپان جدید میں مذہبی جوش

الہ آباد کے ایک ہندو جج نے مسٹر ہرودا سے کہا کہ میں نے ایک نوجوان ہندو شخص سے جو جاپان میں کئی سالوں تک تعلیم پاکر واپس آگیا ہے سنا ہے کہ جاپان جدید کا میلان اگناسٹیسزم (یعنی ایک عقیدہ ہے جسمیں یہہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ ہم خدا کے بارہ میں نہ تو کچھ جانتے ہیں اور نہ ہی کچھ جان سکتے ہیں) کی طرف ہے اور لوگوں پر سے مذہب کا قبضہ دور ہوتا جارہا ہے۔ مسٹر ہرودا نے کہا۔ حقیقت تو دراصل یوں ہی ہے مگر مذہبی ریوائیول اور روحانی بیداری بھی ہے۔ جاپان دراصل زمانہ انقلاب میں ہے۔ بہت سی باتوں میں وہ مسیحی مذہب کی تقلید کر رہے ہیں۔ ابتدا میں تو بدھ مت کے مندروں میں مورتی پوجا ہوا کرتی تھی مگر اب اُن مندروں میں وعظین ہوتی ہیں۔ مشنریوں کی طرح وہ بھی سنڈے سکول کیا کرتے ہیں۔ اور اُن کے درمیان ینگ منس ایسوسی ایشنیں بھی ہیں۔ گذشتہ کسی زمانہ میں اُن کے پاس بدھ مذہب کی بائبل تھی جسمیں بدھ جی کے مقولات درج ہیں۔ یہہ تمام باتیں ظاہر کرتی ہیں کہ جاپان میں مذہبی بیداری کی بڑی بھاری خواہش ہے۔ وہ کسی نئی چیز کے آرزومند ہیں ان کے میگزین اور ریویوز سے عیاں ہے کہ وہ اس بات کے بڑے آرزومند ہیں کہ پرانی طبیعت اور میلان کے بجائے نئی طبیعت اور میلان وہاں پر جاری ہو نئے نجات دہندوں اور نئے انبیا کی بڑی بھاری مانگ ہے۔ جاپان میں قریب ۷۵ کرسچین ینگ منس ایسوسی ایشنیں ہیں جنمیں ۲۵ ہزار سے کم ممبران نہیں ہیں ینگ منس ایسوسی ایشن نے جنگ روس و جاپان میں بڑی امداد کی جسکی اظہار مقبولیت میں شہنشاہ نے مذکورہ بالا ایسوسی ایشن کو دس ہزار ڈالر نقرئی عطیہ دیا۔ (آریہ مسنجر)

بریکٹ ہمارا ہے۔ الفاظ تحت الخط زیادہ غور طلب ہے۔ اِس کل بیان سے جاپان میں مسیحیت کے اثر اور طرز کام اور اس کی عمدہ روحانی حالت بخوبی عیاں ہوتی ہے۔ بدھ اور شنٹو مذہب سے اہل جاپان کنارہ کش ہوتے ہوئے معلوم پڑتے ہیں۔ اِن مذاہب سے اُن کی سیری نہیں ہوئی اور نہ ہی ترقی کے موجودہ زینہ پر چڑھے بلکہ مسیحی مذہب اور مغربی تہذیب اُن کی ملکی اور ذہنی ترقی کا باعث ہیں۔

مسیحی اتحاد کی عالمگیر تحریک و تکمیل۔

بیسویں صدی کے خاص واقعات میں سے ایک عظیم واقعہ یہہ ہے کہ دنیا کی مختلف کلیسیاؤں کے اندر باہمی اتحاد و یگانگت کی بڑی بھاری تحریک اور اس کی تکمیل بھی ہو رہی ہے۔ یہہ تحریک انگلستان امریکہ کناڈا جاپان اور ہندوستان میں بھی اپنا پورا جوبن دیکھا رہی ہے۔ حال ہی میں ہندوستان کی تقریباً کل پرسبٹیرین کلیسیائیں متحدہ ہوگئی ہیں۔ جنوبی ہند میں کانگریگیشنل کلیسیائیں۔ امریکن اور انگریزی اور ڈچ ریفارمڈ آپس میں متحد ہو رہی ہیں۔ کناڈا میں کانگریگیشنل کلیسیائیں باہم مل جانیکی کوششیں کر رہی ہیں یونائیٹڈ برادران اور پروٹسٹنٹ میتھوڈسٹ حال ہی میں ایک کانفرنس کے اندر اپنے ڈیلیگیٹوں کے ذریعہ سے مل گئے ہیں۔ وجہ اس کی یہہ ہے کہ مسیحی اصولی باتوں میں ایک دوسرے سے ہرگز متفرق نہیں ہیں بلکہ صرف فروعات میں۔ اور بجائے ظاہری رسومات و دستورات اور ذہنی جرح قدح کے انسان کے باطن کا آجکل بڑا لحاظ کیا اور اس پر زور دیا جاتا ہے زندگی اور چال چلن کو فلسفہ مذہب پر ترجیح اور فوقیت دیجاتی ہے۔ نہ صرف یورپ اور امریکہ ہی میں بلکہ ہندوستان میں بھی باوجود ہونے اس قدر مختلف مشنوں اور سوسائٹیوں کے یہہ اتحاد زیادہ تر بائبل سوسائٹی ٹریکٹ سوسائٹی۔ وائی ایم سی اے۔ اور دیگر کمیٹیوں اور جلسوں میں نمایاں ہے۔ مختلف کانفرنسیں اس امر کی کافی شہادتیں ہیں جہاں پر مختلف مشنوں اور فرقوں کے مسیحی دینی عبادت اور مجلسی برتاؤ میں مساوی حصہ لیتے ہیں۔ لیکن عقاید سے پشتینی لگاؤ اور غیر ممالک کی خاص سوسائٹیوں اور بورڈوں سے مالی تعلقات کی وجہ سے یہہ اتحاد ابھی تک اپنے کمال اور عروج تک نہیں پہنچا۔ اگرچہ غیر ممالک میں ایسا اتحاد زیادہ نظر آتا ہے مگر ہندوستان میں بھی مسیحیوں کے اندر سے ایسے خیالات جو اتحاد کے مانع ہیں بہت کچھ نکل گئے ہیں اور آئے دن نکلتے جارہے ہیں۔ ہمیں کامل یقین اور توقع ہے کہ ہندوستان کے مسیحیوں کی قومی مشنری سوسائٹی کے اغراض کی تہ کے اندر اس قسم کا اتحاد جڑ پکڑے ہوئے اور یہہ اتحاد ایسی سوسائٹی کے ذریعہ سے تکمیل کو بھی پہنچ جاویگا۔ جب ایک سا مزاج اور خدا اور انسان ہر دو کے ساتھ ایک سی محبت۔ اور ایک سپورٹ حالت اپنے پورے اوج کو مسیحیوں کے اندر پہنچ جائیگی تب تمام ظاہری اور مقامی دینی اور مجلسی تفرقے بالکل زایل ہوجاوینگے۔ اور وہ دن بہت دور نہیں ہیں۔

نجات توبہ اور ایمان سے ہے۔

اکثر کہا جاتا ہے کہ انسان اپنے پاپ و پن کی سزا اور جزا ضرور پاویگا۔ یہہ نہیں ہوسکتا کہ نیائے کاری پرمیشور انسان کو بغیر سزا دیئے اس کے گناہ معاف کردیئے۔ توبہ اور ایمان آریہ بھائیوں کے طریقہ نجات سے معدوم ہیں۔ سوامی دیانند جی ستیارتھ پرکاش راودھاکشن ہفتہ ۲۴۱ میں اس سوال کے جواب میں کہ ایشور اپنے بھگتوں کے پاپ معاف کرتا ہے یا

نہیں" فرماتے ہیں کہ "نہیں کرتا۔ مگر منوسمرتی مترجمہ پنڈت تلسی رام صاحب کے ادھیائے ۱۱ شلوک ۲۲۷ میں یوں لکھا ہے کہ "گناہ کرنیوالا گناہ کو ظاہر کرنے اور پسچاتاپ کرنے (یعنی پچھتانے سے) اور تپ (ریاضت) ودھیین (وید پڑھنا) سے اور اگر اسمیں اسمرتھ ہو (یعنی ان کاموں کی طاقت نہ رکھتا ہو) تو خیرات کرنے سے پاپ (گناہ) سے چھوٹ جاتا ہے"۔ اور دیکھو شلوک ۲۲۸ "انسان جتنا ہی اپنے ادھرموں (گناہوں) کو بیان کرتا (یعنی اپنے گناہوں کا اقرار عام لوگوں اور جلسوں میں بھی کرتا ہے) اتنا ہی ادھرم (گناہوں) سے چھوٹتا ہے" علاوہ اس کے منوسمرتی کے دیگر مقامات میں بھی گناہ کی معافی کے لئے توبہ ایک ضروری ذریعہ قرار دیگئی ہے پھر منوجی فرماتے ہیں کہ اس ترک (تین والے، یعنے پرنو یا ہرتی اور تین حصوں والی گائیتری کو ہزار مرتبہ شہر یا قصبے سے باہر دریا کے کنارے پر یا جنگل میں) ایک ماہ جپ کرنے سے دویج (دوبارہ پیدائش والا یعنی برہمن کشتریہ ویشیہ) مہا پاپ (گناہ عظیم) سے چھوٹ جاتا ہے جیسے سانپ کینچل سے (چھوٹ جاتا ہے" نیز دیکھو اسی ادھیائے کا ۲۲۹ و ۲۳۰ واں شلوک۔ پھر بھاگوت گیتا میں کرشن جی ارجن سے فرماتے ہیں "اگر انیت انشا چاری (بڑا بدمعاش یا بدچلن) بھی دوسرے کا بھجن (پرستش) کرنیوالا نہو کر مجھ کو بھجتا ہے تو اُسے سادھو (نیک انسان) ہی ماننا چاہئے۔ یقیناً وہ ٹھیک ٹھیک نشچے (ایمان) والا ہے" (۹: ۳۰) "اے پارتھ (پرتھا کے لڑکے۔ پرتھا ارجن کی والدہ کا نام تھا) مجھ پر ہی یقیناً دارمدار رکھنے والے جو لوگ ہیں وہ چاہے پاپ یونی والے (پیدائشی گنہگار یعنی رذیل قوموں سے تعلق رکھنے والے) ہی ہوں (یعنی) جو عورتیں ویشیہ (بقال یا تجارتی قومیں) اور شودر (خدمت گذار قومیں) ہیں وہ بھی افضل درجہ (یعنی نجات) کو حاصل کر لیتے ہیں" (۹: ۳۲)۔ منوسمرتی اور گیتا کے مذکورہ بالا حوالجات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ انسان آتمک اعلی بہبودی اور مکتی کو بذریعہ توبہ و ایمان حاصل کرسکتا ہے۔ یہہ امر انجیل کی اس تعلیم سے کہ یسوع مسیح پر ایمان لانے اور اپنے گناہوں سے توبہ کرنے سے انسان نجات پاسکتا ہے بالکل موافق اور مطابق ہے۔ مگر آریہ صاحبان اپنی ان مقدس کتابوں کے خلاف بولتے ہیں اور نجات کا دروازہ جو توبہ اور ایمان کے ذریعہ سے کھلتا ہے بالکل بند کرتے ہیں جب آریہ عقیدہ کے مطابق آتما اور اس کے کرم انادی ہیں (ستیارتھ پرکاش مترجمہ رادھاکشن مہتہ صفحہ ۲ ،، تو بالضرور اس کے کرم بھی خواہ وہ بھلے ہوں خواہ برے بالضرور انادی ہیں اور نہ ہی کبھی کوئی ایسا زمانہ ہوگا کہ برے کرم ناش ہو جاوینگے لہذا مکتی میعادی ہیں اور اس دنیا کے دکھہ سکھہ کی حالت میں جو وقتاً فوقتاً یکے بعد دیگرے ہوتی رہتی ہے کچھ فرق نہیں۔ یہہ تعلیم مذکورہ بالا حوالجات کے کلیتہً منافی و متضاد ہے۔ لیکن چونکہ اجتماع نقیضین بقول آریہ سماج محال ہے لہذا مکتی ازروے عقیدہ آریہ صاحبان محال ہے یا تباین کہ ان ہر دو تعلیمات میں سے کونسی صحیح اور درست ہے؟

بھاگوت گیتا اور انجیل۔ ہمارے ناظرین میں سے اور عموماً کل ہندوستان میں سے خواہ وہ کسی قوم یا مذہب کا ہو کون ہوگا جو بھاگوت گیتا سے واقف نہوگا یہہ ہندوؤں کی ایک نہایت ہی اعلی درجہ کی فلسفانہ کتاب بطرز ناول ہے جسکی بنیاد در اصل ایسے مابعد الطبعی قیاس پر ہے جو ظاہر میں ویدانت مت اور وحدت کی تعلیم دیتی ہے مگر پھر بھی اس خداوند مالک دوجہان کو تعظیم اور اسکے گیان کی تعلیم دیتی ہے۔ گیتا ہند میں وہ ہر دل عزیز کتاب ہے جسکو ہر ایک تعلیمیافتہ شخص بڑی عزت کی نگاہوں سے دیکھتا ہے اور پڑھتا ہے۔ مسیحیوں کے لئے بھی یہہ کتاب اس وجہ سے زیادہ دلکش اور طربا ہے کہ اسمیں اور انجیل میں ایک حد تک بڑی بھاری مشابہت اور مناسبت ہے۔ کرشن اور مسیح میں جو علی الترتیب گیتا اور انجیل کے ہیرو ہیں تواریخی واقعات اور تعلیمی اصول کے لحاظ سے بہت تعلق پایا جاتا ہے یہہ مشابہتیں ایسی کثرت کے ساتھہ اور واضح الفاظ میں ہیں کہ خواہ مخواہ دل میں یہہ شک پیدا ہوتا ہے کہ ضرور اُن کے مضامین کسی نہ کسی صورت اور طریقہ میں ایک سے یا دوسرے سے لئے گئے ہیں۔ علما کے درمیان اس امر میں تین خیال ہیں۔ اول بعض ہندی علماء کا خیال ہے کہ بھاگوت گیتا مسیح سے پیشتر کی تصنیف ہے اور کرا غلب ہے کہ مسیحی مذہب نے اس میں سے بہت سی باتیں اخذ کی ہوں۔ مگر ساتھہ ہی اس کے اور علماء بھی ہیں جو اس خیال کی تردید میں بڑی بڑی مشکلات بھی پیش کرتے ہیں جنکا حل ہونا دشوار ہے۔ دوسرا خیال یہہ ہے کہ کرشن کی کہانی میں بہت سی باتیں مسیحی مذہب کی کتاب میں سے لی گئی ہیں۔ اور اس خیال کے حامی بھی کچھ کم نہیں ہیں۔ تیسرا خیال یہہ ہے کہ ابتدائی مسیحی صدیوں میں ہند سے برہمن لوگ مسیحی ملکوں میں سیاحت کے لئے گئے اور وہاں سے مسیحی گیان کو ٹوٹی پھوٹی شکل میں اور اپنی ہندوی صورت میں واپس لائے اور اسکو کرشن کے علم ادب کے اندر مخلوط کر دیا خیر ہر ایک قیاس کے اپنی اپنی مشکلات اور اثبات ہیں جن پر ہم اسوقت بحث کرنا نہیں چاہتے کیونکہ وہ بڑی طول طویل اور وقت طلب ہیں۔ مگر اس میں تو ذرا سا بھی شائبہ شک و شبہ کا نہیں پایا جاسکتا کہ ان دونوں کتابوں میں تعلیمی اور ان دونوں شخصوں میں تعلیمی اور تواریخی مشابہت بالضرور ہے اور کثرت کے ساتھہ منجملہ مشابہت کثیر کے چند ایک بطور نمونہ درج ہیں۔

قدرت متحرک اور غیر متحرک اشیا، کو میری ہی زیر نگرانی پیدا کرتی ہے اور اسی وجہ سے عالم گردش میں ہے (۹: ۱۰)۔ آسمان اور زمین کا سارا اختیار مجھے دیا گیا ہے (متی ۲۸: ۱۸) تمام فرائض کو چھوڑ کر مجھ اکیلی جائے پناہ کے پاس آ میں تجھ کو تمام گناہوں سے آزاد کر دونگا۔ غمزدہ مت ہو (۱۸: ۶۶) اے تھکے اور بڑے بوجھ سے دبے ہوؤ سب میرے پاس آؤ میں تمہیں آرام دونگا۔ (متی ۱۱: ۲۸)۔ انکار کے ہوئے ہیں جتت کر تو میرے پاس آویگا (۹: ۲۸) اگر کوئی شخص میرے پیچھے آنا چاہے تو اپنے آپ سے انکار کرے اور اپنی صلیب اٹھا کر میری پیروی کرے (مرقس ۸: ۳۴)۔ بیوقوف لوگ میری اعلیٰ اور الٰہی ذات سے ناواقف ہوکر میں تمام اشیا، کا مالک ہوں میری تحقیر کرتے ہیں اس لئے کہ میں مجسم ہوگیا ہوں (۹: ۱۱) مبارک ہے وہ جو میرے سبب سے ٹھوکر نہیں کھاتا (متی ۱۱: ۶) مجھ سے سیکھو (۱۸: ۵۰) مجھ سے سیکھو (متی ۱۱: ۳۰)؀

مسیحی کارندوں کے لئے ہدایتیں

۶۔ نمونہ کی ذمہ داری۔

فلپ بروکس نے سچ کہا ہے کہ مسیحیت کی بڑی دلیل قیاس نہیں بلکہ انسان ہے مسیحی کے لئے اپنے پڑوسی کو مضبوط بنانے کا سب سے موثر طریقہ یہہ ہے کہ وہ مسیحی زندگی کے حقیقی معراج کے مطابق زندگی بسر کرے (رومی ۱۲: ۱ و ۲) اس قسم کی زندگی بسر کرنے کی کوشش کے بغیر اُس کے الفاظ موثر نہیں ہو سکتے۔ اس حالت میں جو کچھ وہ کرتا ہے اس کی دوہری تاثیر ہوتی ہے۔ ایک بار ایک دہریہ نے چرچ کے یقین کی ملاقات کو آ یا کہا کہ اگر میں یہاں زیادہ عرصہ تک ٹھہر سکوں تو باوجود اپنی ایسی حالت کے مسیحی ہو جاؤنگا۔ ہنری ایم سٹینلی نے گواہی دی ہے کہ ڈیوڈ لونگسٹون کی پاک زندگی کی خوبصورتی سے موہت ہوکر میں مسیح کے پاس لایا گیا ہوں"؀

اس بات کا بڑی سنجیدگی سے خیال کرنا چاہئے کہ ہر ایک زندگی بذاتہ خود ایک دلیل ہے ہر ایک زندگی ایک نمونہ ہے اور یہہ نمونہ یا تو مسیح کے کام کے حق میں یا اس کے برخلاف اثر کر رہا ہے۔ کئی اشخاص اپنی زندگی کے نمونہ سے گویا یہہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ "میں مسیحی ہوں کیونکہ میرا نام کلیسیا کے رجسٹر میں درج ہے" اور کئی یہہ دلیل اس طرح دیتے ہیں "میں مسیح کے لئے کافی کام کر رہا ہوں کیونکہ میں اس کے لئے روپیے سے مدد کر رہا ہوں" اور لوگ یہہ ظاہر کرتے ہیں کہ "مسیحی خدمت کے لئے ہم کسی صورت میں شخصی یا سوشیل تکلیف نہیں اٹھا سکتے" تمام لوگ ان زندہ خطوں اور دلیلوں کو پڑھتے اور جانتے ہیں (۲ قرنتی ۳: ۲-۶)؀

ہنری ڈرمنڈ نے کیا خوب کہا ہے کہ "مسیح کے کام کے لئے ہم میں سے بہتوں کی اتنی ضرورت نہیں جتنی کہ ہم سے بہتر شخصوں کی حاجت ہے"۔ مسیح اپنے دشمنوں کے ہتھیاروں کی بہ نسبت اپنے دوستوں کے گھروں میں زیادہ گھایل اور زخمی کیا جاتا ہے۔ اس جگہ مسیحی تواریخ کی ہمدردی پر خیال کیجئے! مسیح کی کلیسیا میں نئے معراج اور محض ظاہری اور خود غرضی سے پرہیز کے لئے شرمسار ہونے کی کیسی ضرورت ہے تاکہ ہم مسیح کے لئے زندگی بسر کرنے کے دائمی مقصد کو ایسے طور سے پورا کر سکیں کہ وہ سب جو ہم کو جانتے ہیں ہماری صداقت پر یقین کریں اور اس کے باعث ہمارے خداوند کی تعظیم اور بزرگی کریں۔ (متی ۷: ۱۶-۲۰)؀

دعا اے مسیح۔ میری مدد کر کہ میں ایسا کر سکوں! آہ! ہم کیسی جلدی لاپرواہ اور غافل ہو جاتے ہیں فضل بخش کہ ہم نور کے فرزندوں کی چال چل سکیں؀

۷۔ جماعت کے لئے سوالات۔

بڑی سنجیدہ بات ہزارہا مسیحیوں کی نسبت یہہ ہے کہ وہ اپنے ہم جنسوں کی ذمہ داری سے انکار کرتے ہیں وہ مسیحیت کی تھیوری سے تو انکار نہیں کرتے مگر اُس حکم سے جو مسیحی دین میں مسیحی ذمہ داری کی نسبت دیا جاتا ہے عملی طور پر لاپرواہی ظاہر کرتے ہیں۔ پیشتر از ین کہ کلیسیا غیر فانی انسانوں کے ہلاک ہونے والی نسل میں اپنا خدا داد کام آغاز کرے یہہ ضروری ہے کہ مسیحیوں کی زندگی میں اس سچائی کے لئے جگہ ہووے؀

(۱) کونسی دلیل اُس ضرورت کی ہے جو مسیحیوں میں ہونی ضروری ہے تاکہ وہ مسیح کے شناخت کرنے میں لوگوں کی مدد کر سکیں۔ کیا آپ کو اس سے کوئی بہتر طریقہ معلوم ہے؟ یہہ امر کہ مسیح ہمکو امانت میں دیا گیا ہے کن باتوں پر حاوی ہے؀

(۲) آپ مسیحیوں کی طرف سے بنی آدم کی نجات کی نسبت عام لاپرواہی کا کیا ثبوت پیش کر سکتے ہیں ملک چین میں ایک نو مرید سے کیا کیا امیدیں کی جاسکتی ہیں؟ کیا آپ کو کسی خاص شخص کا فکر دامنگیر ہے؟

(۳) آپ کے خیال میں زندگی کو کامیاب بنانے کا کونسا ذریعہ ہے؟ اور کیوں ہے؟ لوگوں کو مسیح کے لئے جیت لینا کن باتوں میں ہمارا فرض اولیں ہے؟ کیا آپ کسی ایک جان کو مسیح کے حضور لانے کی کوشش کر رہے ہیں۔؟ اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

(۴) کس صورت میں ہر ایک زندگی ایک خدمت ہے کیونکہ انسان محض اپنے لئے نہیں جی سکتا؟ مسیحی زندگی کا قانون کیا ہونا چاہئے۔ مسیحی کی خدمت میں اسکی نجات سے کونسی نئی بات آجاتی ہے؟

(۵) آج کی پڑھائی سے پہلا فقرہ زبانی سناؤ؟ کیا تم فی الحقیقت خدا کی قوت کے خواہشمند ہو۔ اگر خدا اپنی

طاقت تم کو بخشے تو تمہارے لئے اس کا کیا مطلب ہوگا؟

کیا تم ہر ایک ایسے کام کے کرنے کے لئے جس سے خدا کا جلال ظاہر ہو تیار ہوگے؟ اگر نہیں تو تمہیں اس طاقت کے واسطے دعا کرنی چاہئے؟

(۳) کیا تم اپنے نمونے کے لئے بہت فکرمند ہو؟ کیا کوئی ایسی زندگی ہے جسکی نسبت تم جانتے ہو کہ تم اس پر بڑا اثر ڈال رہے ہو اگر واقعی ایسا ہو تو فوراً اپنی طرز زندگی کو بدل ڈالو۔ جبکہ لوگ تمہاری زندگی کو پڑھتے اور تمہاری ہائش کے طریقے سے مسیحیت کا اندازہ لگاتے ہیں تو تم کونسی دلیل اپنی زندگی سے پیش کرتے ہو؟

دعا میرے خدا جسکو میں نے حساب دینا ہے میری مدد کر کہ میں اپنی ذمہ داری کو سرگرم دل اور بیدار ضمیر سے قبول کر سکوں۔

شخصی کام کے لئے تیاری۔

۱۔ ضرورت کی پہچان۔

مسیحی کارندہ ہونے کی عام خواہش کام کے لئے کافی تیاری نہیں ہے (اعمال ۱۸: ۲۴-۲۸) کسی کام میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے کامیابی کی شرائط کو پورا کرنا ضروری ہے اور ان شرائط کو صاف طور سے پہچاننا اور پسند کرنا چاہئے۔ بہت سے مسیحیوں پر یہ امر صاف عیاں ہے کہ وہ اس قابل نہیں کہ لوگوں کو مسیح کے پاس لانے کا کام کریں۔ بہت ایسے ہیں جو اس امر کے بارے میں ہر قسم کی ذمہ داری کی نسبت کوئی نہ کوئی عذر کرنے لگتے ہیں۔ لیکن اگر وہ تیاری میں کوتاہی کرنے کی بھی ذمہ دار ہیں تو انکی سزا بہت بڑی ہوگی۔ سب سے اولیں اور اعلیٰ ضرورت مسیح اور بنی آدم کی خدمت کرنے کی خواہش اور مدعا ہے۔ ہر سرگرم آدمی اس کو بہت بڑھا اور ترقی دے سکتا ہے۔

ان سچائیوں پر جنکا ذکر پہلے سبقوں میں ہو چکا ہے غور کرنے سے اس خواہش کے بڑھنے اور اس مقصد کے مضبوط ہونے میں مدد ملے گی۔ اگر ہم اس کام کو موثر اور عمدہ طور سے سرانجام دینا چاہتے ہیں تو اسکی نسبت باترتیب اور خاص تعلیم حاصل کرنا چاہئے مسیح نے بارہوں کو خاص طور سے اس مقصد کے لئے تعلیم دی۔ مسیحی کلیسیا کو اس کام کے بڑھانے کی ضرورت ہے۔ ہر ایک مسیحی جماعت میں ایسے اشخاص ہونے چاہئے جو اس کام کے سرانجام کے لئے بخوبی تیار ہونے میں کوشاں رہیں (۲ قرنتی ۳: ۵)۔

اس قسم کی پڑھائی خاص اور معین مضمون کے مطابق ہونی چاہئے۔ کامیاب مسیحی کام کے لئے چند باتیں ضروری ہیں۔ ان میں تربیت شامل ہے۔ اس کام میں ناکامیابی کی وجہ بہ نسبت اس شخص کے جو مسیح کے پاس لایا جاتا ہے زیادہ تر اسمیں جو دوسرے کو مسیح کے پاس لانے کی کوشش کرتا ہے پائی جاتی ہے پہلوان ترتیب و ورزش کے اس طریقے کو جو کامیابی کے لئے ضروری ہے اختیار کرتا ہے۔ اس کے بغیر وہ اس میں کامیابی کی امید نہیں رکھ سکتا۔ سپاہی بغیر ترتیب کے فتح کی امید نہیں کر سکتا پھر اسکی ضرورت کیسی صاف ظاہر ہے۔

دعا۔ اے خداوند فضل بخش کہ میں اپنے ساتھ امانت داری پیش آؤں مجھے سکھلا کہ اگر میں تیری اور اپنے ہم جنسوں کی بخوبی خدمت کرنا چاہوں تو مجھے کیسا ہونا اور کیا کرنا چاہئے۔

سہارنپور میں تین ملازمان پولیس کو بجرم قفل شکنی ماہ گذشتہ میں تین تین ماہ اور چھ ماہ کی قید ہوئی تھی۔ اسی ماہ میں تین چوکیدار ایک مصری والے کی دوکان توڑتے اور اسباب لے جاتے ہوئے پکڑے گئے تو انکو بھی ۹ اپریل سنہ ۴۲ء کو ایک ایک سالکی قید کی سزا ملی۔

مراسلات

ہمدردی

انسان جسمانی ضرورتوں کے وقت بھی ہمدردی اور مدد کا محتاج ہوا کرتا ہے۔ جیسا کہ بڑھاپے اور بیماری اور قحط سالی اور شہر داری اور سفر اور ظلم اور عزیز رشتہ داروں اور دوستوں کی موت وغیرہ کیوقت۔ ایسے وقتوں میں بھی ہمارے ہمدرد خدا باپ نے مدد کا وعدہ فرمایا ہے اور ہمدردی کرنے کے جو فرمان اس نے اپنے خادموں کو دیئے ہیں ان سے بائبل بھری پڑی ہے اور ہمدردی کرنے والوں کی برکتوں اور نہ کرنے والوں لعنتوں کی کوئی حد نہیں رکھی۔ مگر جیسا خدا نے عام عیسائیوں کو حکم دیا ہے کہ خادم الدینوں کی دوچند عزت کریں اور ساتھ ہی خادم الدینوں کو حکم دیا ہے کہ اپنے واسطے عزت کے طالب نہ ہوں۔ ویسا ہی اس نے جب امیروں کو حکم دیا کہ اپنا سب کچھ بیچو اور غریبوں کو دو تو غریبوں کو بھی فرمایا کہ امیروں سے اپنی بھلائی کی امید نہ رکھو۔ صرف خدا ہی سے رکھو۔ "مصیبت کے دن تو مجھ سے فریاد کر میں تیری سنونگا اور تو میرا جلال ظاہر کریگا۔" (زبور ۵۰-۱۵) خداوند یوں کہتا ہے لعنت اس انسان پر ہے جو انسان پر بھروسا رکھتا ہے اور بشر کو اپنا بازو جانتا ہے" (یرمیاہ ۱۷-۵) "مبارک ہے وہ آدمی جو خداوند پر توکل کرتا ہے اور جسکی امیدگاہ خداوند ہے کیونکہ وہ اس درخت کی مانند ہوگا جو پانیوں کے کنارے لگایا جاوے اور اپنی جڑ دریا کی طرف پھیلاوے اور جب گرمی آوے وہ اس پر لحاظ نہ رکھے بلکہ اس کے پتے ہرے رہیں۔ اور

خشک سالی سے وہ اندیشہ مند ہو اور پھل لانے سے باز نہ آوے" (یرمیاہ ۱۷ : ۵-۸) "خداوند کی ستائش کرو- اے میری جان خداوند کی ستائش کر- میں جب تک جیتا رہونگا خداوند کی ستائش کرونگا- میں جب تک موجود ہوں خداوند کی ثناخوانی کرونگا- امیروں پر آدمی زادے پر توکل نہ کرو کہ انہیں نجات دینے کی طاقت نہیں اسکا دم نکل جاتا ہے وہ اپنی مٹی میں پھر جاتا ہے اُسی دن اُس کے منصوبے فنا ہو جاتے ہیں مبارک ہے وہ جس کی کمک یعقوب کا خدا ہے اور جسکا توکل خداوند اُس کے خدا پر ہے جس نے آسمان بنایا اور زمین اور دریا اور سب کچھ کہ اُن میں ہے- جو ہمیشہ اپنی سچائی کو برقرار رکھتا ہے- جو مظلوموں کا انصاف کرتا ہے اور بھوکھوں کو روٹی دیتا ہے- خداوند اسیروں کو چھڑاتا ہے- خداوند اندھوں کی آنکھیں کھول دیتا ہے- خداوند انہیں جو نہڑ گئے ہیں سیدھا کھڑا کرتا ہے- خداوند صادقوں کو عزیز رکھتا ہے- خداوند پردیسیوں کا نگہبان ہے- وہ یتیموں اور بیواؤں کو سنبھالتا ہے لیکن شریروں کی راہ کو اونچا نیچا کرتا ہے- خداوند ابد تک سلطنت کریگا- ہاں تیرا خدا اے صیہوں- پشت در پشت خداوند کی ستائش کرو" (زبور-۱۴۶)

پس کسی عیسائی کو جایز نہیں کہ افلاس کے وقت امیروں کے دروازے پر جاکر- یا فلوس یا فلوس تسبیح پھیرے بلکہ چاہئے کہ خدا کے دروازے جاکر آنسوؤں کی مالا پھیرے اور رو رو کر عرض کرے کہ اے خدا اس جہان کے امیروں کو اپنی فرمانبرداری اور محبت اور ہمدردی کی روح عنایت کر + باقی آیندہ

جواب لیکچر لالہ لاجپت رائے

لالہ لاجپت رائے نے ۹ فروری ۱۹۰۶ء کو آریہ سماج لاہور میں ایک لیکچر بعنوان مشرق و مغرب دیا جس میں انہوں نے مغرب کی روحانیت کو مدنظر رکھکر عیسائی مذہب پر سخت حملہ کیا ہے- اور مشرقی روحانیت کو اعلےٰ درجہ کی قرار دیکر مغربی روحانیت سے بچنے اور مغرب کی دنیاویت کو روحانی بنانے کی صلاح دیتے ہیں- لطف یہہ ہے- کہ اگرچہ وہ مغرب کی روحانیت سے نفرت ظاہر کرتے ہیں- اور اُسکو ترک کرنے کی صلاح دیتے ہیں- مگر توبھی مغرب کی دنیاوئیت کو اختیار کرنے کی بڑے زور سے سفارش کرتے ہیں- اور گو وہ مغرب کی روحانیت کا اعلےٰ معراج عظیم الشان سنہری محلات اور سینٹ پیٹرز جیسے فلک نما گرجے بتلاتے ہیں اور مشرق کی روحانیت کا اعلےٰ معراج جنگل کو قرار دیتے ہیں- مگر باوجود اسکے وہ بڑے زور سے اہل ہند کو صلاح دیتے ہیں- کہ مشرقی روحانیت کو قایم رکھتے ہوئے مغرب کی دنیاوئیت کو قبول کریں- میں نہیں سمجھ سکتا- کہ اس کے کیا معنے ہو سکتے ہیں- کہ مشرقی روحانیت کے معراج پر پہنچکر یعنی جنگلوں اور بنوں میں جاکر کیونکر یورپ و امریکہ کی دنیاوئیت جس کو وہ پولیٹیکل و سوشل و اخلاقی قرار دیتے ہیں- ہندوستانی بنا سکتے ہیں معلوم ہوتا ہے- کہ لالہ صاحب کی آنکھوں کو ولایت یورپ و امریکہ کی سیر نے چندھیا دیا ہے- اور وہ روحانیت و دنیاوئیت میں کچھ فرق نہیں کر سکتے ہیں- لیکچر کے اول حصہ میں وہ دو قسم شعاعیں بیان کرتے ہیں- کہ مجھے مشرق و مغرب میں مختلف قسم کی شعاعیں نظر آئیں- یعنی مغرب میں سکھ (بھوگ یعنی عیش و عشرت کی شعاع نظر آئی- اور مشرق میں مکتی اور ویراگ (ترک دنیا) کی- مشرق میں زندگی کا معراج اگر جنگل ہے- تو مغرب میں پوپ کے عظیم الشان سنہری محلات اور سینٹ پیٹرز کے فلک نما گرجے- یہہ نمایاں اختلاف مشرق و مغرب کا اُن کے مذاہب کے سبب سے ہے جن کے نتایج وہ حسب ذیل بیان کرتے ہیں +

(روحانی پاکیزگی) وہ فرماتے ہیں- کہ جو شخص ایک مرتبہ مغرب کا سیر کر چکا ہے- یا کچھ مغربی بود و باش اختیار کر لی ہے وہ اس سے انکار نہیں کریگا- کہ مغرب میں روحانی پاکیزگی کا اثر معدوم ہے- پولیٹیکل- سوشل اور اخلاقی پہلو سے اہل مغرب بہت اعلےٰ اور ترقی یافتہ ہیں- لیکن جہانتک روحانیت کا سوال ہے- اور روحانی پہلو پر غور کرتے ہیں- تو اہل مغرب کا درجہ بہت اونےٰ ہے بلکہ نفی کے برابر ہے- وہ فرماتے ہیں کہ اہل مغرب سوشل یعنی برادری کے باہمی برتاؤ- اور پولیٹیکل یعنی ملکی معاملات کی سمجھ اور قدردانی میں اس قدر بڑھے ہوئے ہیں- کہ اُنکے سامنے ہمارا مقابلہ ہی نہیں ہے- مگر جب روحانی معراج کا سوال پیش ہوتا ہے- تو مغرب بالکل غائب ہو جاتا ہے یعنی نامناسب رسوم ہیں- جو یورپ میں عام طور پر بہت رائج ہیں- یعنی قماربازی- شرابخوری اور زناکاری- وہ مانتے ہیں- کہ ان بدرسمات کا اگرچہ مشرق میں بھی رواج ہے- مگر توبھی یورپ اسکا منبع اور گھر بنا ہوا ہے- اور غضب یہہ ہے کہ سوسایٹی اُن کو معیوب سمجھ کر ان کے برخلاف آواز نہیں اٹھاتی ہے- اور بڑے بڑے مذہبی لیڈر اور پولیٹیکل مدبر اور شاہان یورپ اس کے شکار پائے جاتے ہیں- وہ پھر رومن کیتھولک لوگوں کی بدعنوانیوں کا جنکو یورپ و امریکہ کے عیسائی دایرہ عیسائیت سے باہر سمجھتے ہیں جس طرح سے آریہ سماجی سناتن دھرمیوں اور وام مارگیوں اور دیگر ناگوار فرقوں کو برا سمجھتے ہیں پیش کر کے کہتے ہیں- کہ اُن کی حالت ناگفتہ بہ ہے- اور عموماً لنڈن اور دیگر بڑے بڑے شہروں کے زیادہ تر لوگ بجائے گرجہ گھروں میں اتوار کو نماز پڑھنے کے باغوں اور پارکوں کی سیر کرتے ہیں- پھر وہ یورپ سے امریکہ میں تشریف لے جاتے ہیں- اور اُس کی بابت یہہ دُرافشانی کرتے ہیں- کہ وہاں مذہبی جوش نہیں ہے- بلکہ اس کے بجائے آزادی- اور انسانیت کی پکار ہے اور روحانیت قطعی معدوم ہے- اسی طرح سے وہ بیان کرتے ہیں- کہ یورپ و امریکہ دونوں میں روحانیت معدوم ہے- آخر میں وہ عیسائی مذہب کے خطرہ کو ظاہر کرتے ہیں- کہ آج مغرب میں عیسےٰ اور انجیل غائب ہیں اور عیسائی مذہب کی بنیاد دکھوکھلی ہو چلی ہے- حالانکہ وہ اپنے لیکچر میں مغرب و مشرق کی زندگی کا معراج بیان کرتے ہوئے اہبات کو

ہیں الفاظ قبول کرتے ہیں۔ ۲۔ افسوس اہلِ مشرق زندگی کی فلاسفی سے بالکل بے خبر ہیں۔ مشرق میں قدرتِ فیاض اور کشادہ ہے۔ یہاں آفتاب کی دھوپ اور تپش کافی پائی جاتی ہے۔ سورج دیوتا مہربان ہیں۔ نیچر کھلی اور کشادہ ہے۔ یہہ سب کچھ ہے۔ مگر افسوس کہ دل تنگ ہیں اور چہرے پژمردہ بخلاف اسکے مغرب میں انسانوں کے چہرے بشاش ہیں۔ اور شکلوں پر زندگی کے علامات ہویدا ہیں۔ وہاں سکہ یعنی علم کی شعاع بڑی تیزی سے چمکتی ہے۔ سوسائٹی کے ممبر ایک دوسرے کو مدد دیتے ہیں۔ اور باہم مدد دینے والی سوسائٹیاں اور انجمنیں بکثرت قائم ہیں۔ مثال کے طور پر دیکھیئے۔ کہ وہاں ایسی سوسائٹیاں بھی ہیں جن کے ذمہ ان بچوں کی پرورش اور نشو نما کا کام ہے۔ جو نو ماہ سے قبل پیدا ہونے کی وجہ سے قدرتاً کمزور اور نحیف ہوتے ہیں۔ ان قابل رحم بچوں کی پرورش پر لاکھوں کروڑوں روپے ہر سال خرچ کئے جاتے ہیں۔ اور نتیجہ یہہ ہے۔ کہ ہزاروں بچے جو مشرق میں پیدا ہوتے تو کمزور اور نحیف اور مریل ہوتے۔ مغرب میں مضبوط دل اور مضبوط جسم کے ساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ غرض مغربی زندگی پر گہری نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سوشل زندگی کے جرائم کے جو بد نتائج قدرتی طور پر ہونے چاہئے ان کے دفعیہ اور انسداد کے لئے وہاں (یورپ میں) کافی سامان انسٹی ٹیوشنوں اور انجمنوں کی صورت میں مہیا کئے گئے ہیں +

اڈیٹر صاحب! پیشتر اس سے کہ میں مغرب اور مشرق کی روحانیت کا مقابلہ کر کے دکھلاؤں۔ کہ مغرب کے آدمی جو روحانیت سے بالکل بے پرواہ ہیں۔ ان مشرقی روحانی آدمیوں سے جو صبح و شام ورد و وظائف اور سندھیا گایتری میں لگے رہتے ہیں عملاً درجہا بہتر ہے۔ اور خصوصاً آریہ مذہب کی روحانیت اور احکام بمقابلہ مسیحی مذہب کی پاکیزگی اور سچائی کے کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ یہہ بتلانا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہہ نہایت عجیب و غریب بات ہے کہ لالہ صاحب ممدوح لیکچر جس میں یورپ وامریکہ کی روحانیت کی نندیا کرتے ہیں۔ اُس کی جسمانیت کو قبول کرنے کی اہلِ مشرق کو بڑے زور سے صلاح دیتے ہیں۔ اور اہل مشرق کی روحانیت جسکا معراج جنگل و بیابان بتلاتے ہیں۔ اسکو نہ تو خود قبول کرتے ہیں اور نہ اپنے ملکی بھائیوں کو قبول کرنے کی صلاح دیتے ہیں۔ بلکہ اُن کے کلام کا نتیجہ یہہ ہے۔ کہ مغرب کی دنیاوئیت اہلِ مشرق کی روحانیت سے بہتر ہے۔ جو قبول کرنے کے لائق ہے۔ یعنی اگر اہلِ مشرق کی روحانیت کو پسند کرتے تو لوگوں کو یورپ کے چمکدار اور روشن اور ہمدردی سے معمور اور پولٹیکل اور سوشل اور اخلاقی دنیاوئیت کو قبول کرنے کی صلاح نہ دیتے۔ بلکہ یہہ صلاح دیتے کہ گھروں کو چھوڑ کر جنگلوں میں جا رہو۔ پھر لالہ صاحب یورپ وامریکہ دونو کی بابت بتلاتے ہیں۔ کہ وہاں اور خاصکر امریکہ میں تو روحانیت قطعی معدوم ہے۔ اور مذہب کا خیال لوگوں کے دلوں سے اُٹھ گیا ہے۔ اس بات کے لئے مجھے نہایت ہی افسوس ہے۔ کہ لالہ صاحب نے امریکہ اور یورپ کا سیر بھی کیا۔ اور وہاں کی اصلی اور حقیقی معلومات سے کورے کے کورے ہی آئے۔ افسوس کہ لالہ صاحب کو یہہ پتا نہ لگا۔ کہ امریکہ کے صرف ایک ملک یعنی (یونائٹڈ سٹیٹس صوبجات متحدہ) میں لوگوں کو اسقدر مذہبی لگن اور سرگرمی ہے کہ وہ نہ صرف اپنے ملک میں مذہبی خیالات اور روحانیت کو پھیلانے کے لئے صدہا اخبارات و رسالے اور کتابیں شائع کرتے ہیں بلکہ صرف اُسی ایک ملک سے ہزارہا اور لاکھہا آدمی اور کروڑہا روپیہ غیر ملکوں میں مسیحی مذہب کی سچائی اور گنہگاروں کی نجات کے لئے خرچ کر دیتے ہیں۔ اور ممالک ایشیا و افریقہ میں صدہا مسیحی مشنری لوگوں کی نجات کی خاطر نہ صرف اپنا روپیہ بلکہ اپنی اور اپنے بال بچوں کی جانوں تک کو قربان کر دیتے ہیں۔ میں مثال کے طور پر ایک چھوٹی مشن کا جو پنجاب کے چند اضلاع۔ سیالکوٹ۔ گوجرانوالہ۔ راولپنڈی وغیرہ میں کام کرتی ہے۔ اور بنام یونائیٹڈ پریسبٹیرین مشن آف یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ مشہور ہے۔ بیان کرتا ہوں۔ یہہ مشن اس ملک پنجاب میں قریباً پچاس ہزار ماہوار خرچ کرتی ہے۔ اور علاوہ اس کے مصر میں اور سوڈان میں اور اپنے ملک کے حبشی لوگوں میں کام کرتی ہے۔ جس کے خرچ کا اندازہ قریباً دو لاکھ روپیہ ماہوار یا چوبیس ۲۴ لاکھ روپیہ سال ہے۔ اور کام کرنیوالوں کی تعداد کا یہہ حال ہے۔ کہ سنہ ۱۸۵۵ء میں جب یہ مسیحی ہوا تھا صرف آٹھ مشنری۔ پانچ مرد مشنری اور تین زنانہ مشنری کام کرتے تھے۔ اور آجکل اس چھوٹی سی مشن میں جو صرف پنجاب میں ہے قریباً ۸۰ مشنری مرد اور عورتیں کام کرتے ہیں۔ یہہ صرف ایک چھوٹی سی مشن کا جو پنجاب میں ہے کام ہے۔ اسی طرح سے اور بہت سی مشنری مسیحی سوسائٹیاں اس سے بڑی بڑی ہیں۔ جو صرف امریکہ کے صوبجات متحدہ سے مختلف ممالک افریقہ۔ امریکہ۔ ایشیا۔ آسٹریلیشیا و پولینیشیا میں کام کرتی ہیں +

اب مفصل حال ایک کتاب بنام ورلڈ زان سائیکلوپیڈیا سنہ ۱۹۰۴ء کے ملاحظہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ صرف یونائیٹڈ سٹیٹس یعنی (صوبجات متحدہ) کے مختلف فارن مشنوں پر ۲۴۹۰۹۶۰۲۳ روپیہ ہر سال خرچ کرتے تھے اور روز بروز بڑھتا جاتا ہے۔ اب سنہ ۱۹۰۶ء میں اس سے بھی زیادہ ہو گیا ہوگا۔ اور ۱۸۶۸۲ مشنری مرد اور عورت کام کرتے تھے۔ اب سوال یہہ ہے۔ کہ ہندو اپنی وید فلاسفی کو پھیلانے کیلئے کب اتنے مشنری اور روپیہ ممالک امریکہ کو بھیجینگے یہہ صرف امریکہ کے ایک ملک کا کام ہے جو بنام (یونائٹڈ سٹیٹس) مشہور ہے۔ جس کی بابت لالہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ وہاں روحانیت بالکل معدوم ہے۔ لالہ صاحب کی واقفیت پر افسوس آتا ہے۔ اسی طرح سے دیگر ممالک یورپ وغیرہ کا حال ہے۔ جو کہ اپنا کروڑہا روپیہ اور جانیں دنیا کی نجات کی خاطر خرچ کر رہے ہیں جو وہ خاص کر آسٹریا کے ایک صوبہ بوہیمیہ کے عیسائیوں کے لئے بھیجتے ہیں۔ وہاں دنیا کے جس براعظم میں جاؤ۔ خواہ وہ پہاڑی ملک ہو یا میدان ہو یا سرد ہو یا گرم خواہ ریگستان ہو یا شورستان خواہ جزیرہ ہو یا مردم خوار



باشندوں کا ملک ہو ہر ایک ملک میں آپ یورپ و امریکہ کے عیسائیوں کو لوگوں کو نجات کا پیغام پہنچاتے اور راستبازی و روحانیت کا کلام سناتے ہوئے پاؤ گے۔ پھر کس طرح سے لالہ صاحب کہتے ہیں کہ یورپ و امریکہ میں سے عیسائی مذہب اُٹھ گیا ہے۔ ڈاکٹر جانسٹن جو امریکہ کے شہر نیو یارک سے پچھلے دنوں لاہور میں مذہبی لکچر دینے کے لئے آئے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ امریکہ میں پہلے لوگ ۱/۲ عیسائی تھے مگر اب ۱/۳ ہیں جو کلیسیا میں داخل ہیں۔ مگر تو بھی ۱/۲ حصہ مسیحی ایسا زبردست ہے۔ کہ وہ باقی ۱/۲ حصہ غیر مسیحوں یا بے پرواہ عیسائیوں کو دبا کر رکھتا ہے۔ پھر انہوں نے یہہ بھی فرمایا کہ جس یونیورسٹی یا دار العلوم میں جاؤ۔ وہاں پر زیادہ لایق فائق پروفیسر مسیحی ہونگے۔ واہ لالہ صاحب۔ نہایت افسوس کی بات ہے۔ کہ آپ نے اپنا وقت اور روپیہ خرچ کر کے یورپ و امریکہ کی سیر کی مگر وہاں کی معلومات سے بالکل بے بہرہ آئے آپ کے سفر کی مثال اُس انگریز سیاح کے موافق ہے جس نے ہندوستان کا سیر کیا۔ اور اپنا وقت خوب سیر و شکار میں صرف کیا۔ مگر جب واپس یورپ کو گیا تو اپنے لیکچر میں کہا۔ کہ میں نے ہندوستان میں تو کوئی مشنری نہیں دیکھا۔ اسی طرح سے ایک مشنری نے جس نے اپنا سارا وقت شہر و دیہات کی منادی میں خرچ کر دیا تھا جب واپس امریکہ کو گیا۔ تو اپنے لیکچر میں کہا۔ کہ میں نے کبھی ہندوستان میں سیر نہیں دیکھا۔ سو میں حیران ہوں کہ یورپ و امریکہ میں جا کر معلوم نہیں۔ کہ آپ کا کیسے لوگوں اور کیسی سوسائیٹیوں سے تعلق رہا ہے کہ آپ فرماتے ہیں۔ کہ یورپ و امریکہ میں مذہبی خیالات اور روحانیت تو قطعی معدوم ہے۔ افسوس کہ وہاں آپ کو اچھے لوگوں کی صحبت نصیب نہ ہوئی۔ پھر میں آپ کو یہہ بھی بتلاتا ہوں کہ یورپ و امریکہ میں لوگ عیسائی مذہب کو اسی طرح سے نہیں مانتے ہیں۔ جس طرح سے کہ ممالک اسلام و اہل ہنود میں لوگ اپنے مذہبوں کو مذہبی اور قومی قیود کے

سبب سے لاچار ہو کر صرف ظاہری طور پر اُن کا اقرار کرتے ہیں۔ لیکن مسیحی مذہب ایسے پرستاروں کو جو صرف نام کے ہوں بالکل علیحدہ کرتا ہے۔ یوحنا ۳: ۲۰ میں لکھا ہے کہ جو آدمی بُرائی کرتا ہے۔ وہ خدا سے دشمنی رکھتا ہے اور نور کے پاس نہیں آتا تاکہ اُس کے کام فاش نہ ہو جاویں سو اسی طرح یورپ و امریکہ آزاد و براعظم ہیں۔ نہ مذہب نہ ملک اُن کو زبردستی عیسائی بناتا ہے۔ وہ اپنی خوشی سے خواہ خدا کی خواہ شیطان کی پیروی کر سکتے ہیں۔ اور جو عیش و عشرت اور دنیاوی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔ اُن کو کوئی زبردستی نہیں روکتا۔ صرف مسیحی کلیسیا اُن کو اپنے سے علیحدہ کرتی ہے۔ اور غیر قوم اور بے دینوں کے موافق گنے جاتے ہیں۔ اور جو شخص مذہبی آدمی ہیں۔ اُنکی جماعت کلیسیا کہلاتی ہے۔ اور وہ سب ایک جتھے میں رہتے ہیں اور تمام مذہبی احکام و فرائض کو بخوشی خاطر انجام دیتے اور مانتے ہیں۔ بلکل یا مذہبی لاچاری سے نہیں۔ برخلاف اُن کے اہل شرق ہیں۔ اور آپ کے اہل ہنود آریہ و مسلمانوں میں یہہ دستور ہے کہ بہت لوگ ہوتے ہیں جن کو آپ بھی جانتے اور میں بھی جانتا ہوں۔ کہ وہ قریباً سب کے سب بڑے ہی شد و مد سے مذہب کے قائل ہوتے اور مذہب کیلئے لڑنے مرنے کو تیار ہوتے اور صبح و شام ورد و وظائف نماز و روزہ میں مشغول رہتے اور سندھیا اور گایتری میں مصروف رہتے ہیں۔ مگر اُدھر رشوت خواری شراب خواری جوا۔ زنا دختر فروشی جھوٹ بولنے گالی نکالنے بغض کینہ۔ حسد اور ماباپ کی نافرمانی میں مشغول رہتے ہیں۔ اسی کو آپ مشرق کی روحانیت کہتے ہیں۔ افسوس ہے۔ میں آپ کو بڑے دعوے کے ساتھ دکھلا سکتا ہوں۔ کہ ہزار وں اور لاکھوں آدمی ہمارے ملک میں اہل ہنود و مسلمانوں میں سے ایسے ہیں جو بارہ بجے رات تک اور صبح چار بجے اُٹھ کر آٹھ بجے تک عبادت الٰہی میں مصروف رہتے ہیں مگر جب کچہری یا تھانہ یا تحصیل میں تشریف لیجاتے ہیں۔ تو اُسوقت رشوت خواری جھوٹ۔ زنا۔ گالی۔ فریب دہی اور بدزبانیوں میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ یہی آپکی روحانیت ہے۔ یہی مذہب پرستی اور راستبازی ہے۔ اور اگر کوئی اپنے ماباپ اور بیوی اور تمام

دنیاوی تعلق سے دق ہو کر اوروں کی کمائی پر مفت خورہ ہو بیٹھا وہ گویا آپکے خیال میں روحانیت کے اعلےٰ معراج پر پہنچ گیا۔ سو جناب آپ معاف فرمائیں۔ اس قسم کی روحانیت نہ تو انجیل میں ہے ورنہ اسکا رواج یورپ و امریکہ میں ہے۔ میں بہت سے مذہبی لیڈروں کو نام بنام جانتا ہوں جو کہ تھوڑی رشوت لیکر ایک جھوٹے نکاح کو عدالت میں سچا اور سچے کو جھوٹا کر دکھلاتے ہیں۔ اور اہل شرق میں سوائے مسیحیوں کے مشکل سے کوئی ایسا آدمی ملیگا۔ خواہ وہ کیسا ہی روحانی کیوں نہ ہو جو کہ اپنا نقصان اُٹھانا قبول کرے۔ مگر جھوٹ نہ بولے۔ (روحانیت کیا ہے؟) اڈیٹر صاحب مجھے اس بات کا بڑا ہی افسوس ہے کہ لالہ صاحب ممدوح اگرچہ بڑے ہی لائق فائق اور علامہ پنجاب ہیں۔ اور یورپ و امریکہ جیسے براعظموں کی سیر کر چکے ہیں مگر اب تک یہہ نہیں جانتے ہیں کہ روحانیت کیا و ستو ہے۔ (وہ اپنے لیکچر میں روحانیت کا اعلےٰ معراج جنگل کو قرار دیتے ہیں۔ جسکو نہ تو خود قبول کرتے ہیں نہ اپنے اہل وطن کو قبول کرنے کی صلاح دیتے ہیں۔ اور قبول کرتے ہیں کہ امریکہ میں آزادی اور انسانیت کی پکار ہے نیز یہہ کہ امریکہ میں اگر کوئی مذہب ہے تو وہ مذہب انسانیت ہے جس کے معنی یہہ ہیں۔ کہ وہاں پولیٹیکل سوشل اور اخلاقی پہلو سے اہل مغرب بہت اعلےٰ اور تربیت یافتہ ہیں اور یہہ بھی کہتے ہیں۔ کہ وہاں انسانی ہمدردی اور باہمی امداد اور کمزوروں اور ناتوانوں کی مدد کرنا بہت ہے۔ جس کے لئے صدہا انجمنیں قائم ہیں جولاکھہا اور کروڑہا روپیہ ہر سال اس نیک کام میں خرچ کرتے ہیں) لطف یہہ ہے کہ پھر کہتے ہیں۔ کہ مغرب میں روحانیت قطعی معدوم ہے۔ میں نہیں جانتا۔ کہ پھر روحانیت اُن کی رائے میں کیا چیز ہے۔ کیا یہی تمام علائق دنیا اور حقوق والدین اور فرائض رشتہ داری و سوسائٹی و اہل ملک سے دست بردار ہو کر جنگل میں بیٹھ رہنا ہی روحانیت ہے۔ افسوس ایسی روحانیت پر جو تمام فرائض سے دست بردار کروا کر جنگلی آدمی بنا دے جسکو نہ لالہ صاحب خود قبول کرتے اور نہ اوروں کو قبول کرنیکی

صلاح دیتے ہیں۔ مگر توبھی اُن کی تعریف کرتے اور اہل مغرب پر جو اصلی روحانیت میں چلتے ہیں اعتراض کرتے ہیں۔ ایسے لایق فائق شخص کے منہہ سے ایسی باتیں نکلیں۔

سنئے جناب من انجیل کی روحانیت یہہ ہی کہ تو خداوند کو جو تیرا خدا ہی اپنے سارے دل سے اپنی ساری جان سے اپنی ساری عقل سے اور اپنے سارے زور سے پیار کر اور اپنے پڑوسی کو ایسا پیار کر جیسا اپنے آپ کو۔ یہی اصلی روحانیت ہی کہ حق المعبود و حق العباد ادا کرنا۔ نہ یہہ کہ تمام فرائیض و حقوق سے دست بردار ہو کر جنگل میں جا بیٹھنا۔ میں اس بات کو قبول کرتا ہوں۔ کہ یورپ اور امریکہ میں بہت لوگ ایسے ہیں جو کہ مذہب سے بے پرواہ ہیں اور دنیاداری کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ مگر انجیل اور مسیحی کلیسیا ایسوں کو بالکل الگ رکھتی ہی جیسا کہ پیشتر تحریر ہو چکا ہی۔ مگر اہل مشرق ایسے ہیں۔ کہ جو مذہب کے نام سے اور مذہب کے احکام سے مذہبی پیرو ہو کر ایسے ظلم اور گناہ کبیرہ اور ناپاک حرکات کرتے ہیں جنکا ذکر کرتے ہوئے اور ضبط تحریر میں لاتے ہوئے شرم آتی ہی۔ مگر توبھی اسلئے کہ لالہ صاحب اہل مشرق و اہل مغرب کی روحانیت کے بارہ میں بے علم نہ رہیں۔ قدرے تفصیل کر کرنا لازم ہی۔ مثلاً انجیل کا حکم ہی۔ کہ جب ایک آدمی و عورت باہم شادی کرتے ہیں۔ تو وہ دونو ایک دوسرے کو اپنا بدن دے چکتے ہیں۔ عورت کو اختیار نہیں ہی۔ کہ بغیر اپنے خاوند کے دوسرے شخص کو اپنا بدن دیوے اور اسی طرح سے مرد کو بھی اختیار نہیں ہی۔ کہ بغیر اپنی بیوی کے اور کسی کو اپنا بدن دیوے۔ اور سوائے موت یا زنا کے اُن کو کوئی چیز الگ نہیں کر سکتی ہی۔ (اور اولاد کی بابت خود لالہ صاحب مانتے ہیں۔ کہ اہل مغرب کروڑ بچوں تک کے سنبھالنے اور پرورش کرنے میں کروڑہا روپیہ ہر سال بطور ہمدردئے انسان کے خرچ کرتے ہیں)۔ اب اسی طرح سے اولاد کے فرائض کی بابت اہل مشرق کو دیکھئے۔ عیسائی راج کے پہلے۔ یہاں کے ہندو اپنی بہو بیٹیوں کو اُن کے خاوندوں کے ساتھ زندہ ہی آگ میں جلادیا کرتے تھے۔ اور راجا سے لیکر پرجا تک یہہ تمام دستور تھا۔ اور اب تک بھی بعض خاندانوں میں ہی۔ لڑکی بیچاری کو جو اپنے پیٹ کا پھل ہی پیدا ہوتے ہی مار ڈالتے تھے تاکہ جوان ہو کر اُن کے لئے تکلیف جہیز کی نہ دیوے۔ یہہ کیسی بے رحمی اور ناپاکی تھی۔ جو اس ملک کے ہندو اپنی اولاد کے ساتھ کرتے تھے اور کرتے ہیں۔ عیسائی راج کا بھلا ہو جس نے بے گناہ بچوں کو ان ظالموں سے بچایا۔ کیا یہہ ہی روحانیت ہی۔ اور اب تک دیکھئے اس ملک کا یہہ عام رواج ہی۔ کہ سوائے معدودے چند اشخاص کے باقی کل ملک کے لوگ روپیہ کے لالچ کے لئے اپنی لڑکیوں کو سینکڑوں اور ہزاروں روپیہ پر فروخت کر دیتے ہیں۔ اور عمر بھر کے لئے اپنے پیٹ کے پھلوں پر چھری پھیر دیتے ہیں جو اپنے ماں باپ کی جان کو روتے روتے بدحالی کی زندگی بسر کر کے مرجاتی ہیں۔ کیا لالہ صاحب یورپ و امریکہ میں سے کسی ایسے ظالم شخص کا نام لے سکتا ہوں۔ مگر توبھی وہ سب رسوم مذہبی طور پر ادا ہوتیں اور باوجود وہ ہزار لینے کے کنیادان کیجاتی ہی۔ کیا یہی روحانیت ہی۔ افسوس ایسی روحانیت پر۔ اور بڑے بڑے مذہبی روحانی آدمی ایسا کرتے ہیں۔ اور سوسائٹی اُن کو پوچھتی بھی نہیں ہی۔ جب لوگوں کا اپنی اولاد کے ساتھ یہہ حال ہی تو دوسروں کو اُن سے کیا امید ہو سکتی ہی۔ مگر برخلاف ان کے یورپ و امریکہ میں اگر کوئی شخص شرابی اور جوئے باز یا زناکار ہو۔ فوراً مسیحی کلیسیا اُس کو کلیسیا میں سے خارج کر دیتی ہی۔ برخلاف اس کے یہاں چوروں۔ زناکاروں لونڈے بازوں۔ شرابیوں۔ لڑکیوں کے بیچنے والوں اور لڑکیوں کے مروا ڈالنے والوں و خونیوں کو کوئی برادری خارج نہیں کرتی۔ بلکہ مددگار ہو جاتی ہی۔ اب خاوند اور بیوی کے تعلقات کا حال سنئے۔ یورپ و امریکہ میں شاہ سے لیکر گدا تک سب اُن قواعد کے پابند ہیں جنکا ذکر میں نے پیشتر کر دیا ہی۔ کہ کوئی اپنی بیوی کو بغیر زنا کے یا موت کے چھوڑ نہیں سکتا۔ اور جس طرح سے آدمی چھوڑ سکتا ہی عورت بھی زناکار آدمی کو چھوڑ سکتی ہی۔ اور جو زنا کے سبب سے چھوڑا گیا ہی۔ اُس کے ساتھ کوئی نکاح نہیں کرتا۔ خواہ مرد ہو یا عورت۔ اور آپ نہ تو انجیل نہ یورپ اور نہ امریکہ سے نیوگ وغیرہ کی صدائیں سُنینگے۔ ان باتوں کے کہنے سے شرم آتی ہی۔ کہانتک ایسی روحانیت کا ذکر کروں۔ کیا لالہ صاحب یہی روحانیت آپ کے مذہب کی ہی۔ افسوس ہی۔ پھر ایک اور فرقہ ہی جو اپنا نسب اور تعلق وید سے تبلاتا ہی یعنی بام مارگی فرقہ۔ یہہ فرقہ بھی وید مقدس کا پیرو ہی۔ مہاراج بلہار جائیں ایسی روحانیت کے۔ جو جو برائیاں یورپ ہیں۔ اُن کو لوگ انجیل سے منسوب نہیں کرتے مگر یہاں تو وید سے اُن کا اقتباس کیا جاتا ہی۔

الراقم۔ جیونمل اسسٹنٹ مشنری علاقہ گجرانوالہ

چینی لونڈی

"میں نہیں جانتی۔ واللہ کہتی ہیں کہ چند مہینوں میں۔ اُس عورت نے کہا تھا کہ جب جوتشی بتلاویگا کہ فلاں دن شادی کے لئے اچھا ہی تو اُسی روز کے لئے خبر بھیجدی جاوے گی۔ مجھے امید ہی کہ سب سے اچھا دن چنا جاویگا کیونکہ میں اُن شادی شدہ عورتوں کی نسبت جنہیں میں جانتی ہوں زیادہ خوش زندگی بسر کرنا چاہتی ہوں"۔ لنگ سو نے کہا "مجھے افسوس ہی کہ تم رتن دور جارہی ہو"۔ اگرچہ لیان نے ہمیشہ اسکے ساتھ نیک سلوک نہ کیا تھا توبھی اب چونکہ وہ جانیوالی ہے لڑکی کا دل اداس ہو گیا۔

چند روز کے بعد ایک شام کو جبکہ کام کے بعد کئی نوکریاں چوگان میں اکٹھی ہو کر آپس میں بات چیت کر رہی تھیں۔

لنگ سونے لیان کی شادی کی نسبت اور بھی بہت کچھ سنا۔ جیسا کہ ہر ملک میں ہوا کرتا ہو تمام گانوں میں اب اسکا چرچا عام تھا +

ایک نے کہا "اسکو اپنے گانوں کے نزدیک بیوی نہیں ملکتی تھی کیونکہ وہاں ہر کوئی اسکو جانتا تھا وہ جنیدو نیپا ہے اور بہت جلد اپنی تمام جائیداد فروخت کرڈالیگا ماسوائے اسکے وہ بیرحم اور تند مزاج ہو اور وہ ایسا بد ہو جیسا کہ اس گانوں کا سب سے بُرا آدمی اور وہ ایکہ لنگ کی طرف دیکھکر۔ دنیا میں سب سے بُرا ہے" +

دوسری نے کہا "تم کسطرح جانتی ہو کہ وہ سب سے بُرا ہے" +

"میرے بیٹے کے باپ کا بھائی (چین کی عورتیں بھی اپنے خاوندوں کو اپنے بیٹوں کا باپ کہکر پکارا کرتی ہیں) اس کو جانتا ہے اُس نے ہمیں کسقدر بتا دیا ہو۔ علاوہ اسکے وہ عورت جو بندوبست کرانے آئی تھی ہمارے ہاں ٹھہری تھی۔ اس نے ہم کو سب کچھ اس کی نسبت بتا دیا تھا۔ اس عورت نے کہا تھا کہ اس کے باپ نے مجھے اپنے بیٹے کا بندوبست کرنے کے لئے دس ڈالر دینے کئے ہیں۔ ہمیں امید کہ اگر اُسکی شادی ہوگئی تو وہ جوا کھیلنا اور چنڈو پینا چھوڑ دیگا مگر اسکا دین سے باز رہنا محال ہو"۔

ایک اور عورت نے کہا "کیا لیان کی والدہ کو یہ سب حال معلوم ہے" +

مخزن مسیحی

یہ ایک پندرہ روزہ مسیحی پرچہ ہے جو رومن اُردو اور انگریزی زبانوں میں مسیحی کارندوں کی خاطر شایع ہوتا ہو۔ اسکا مدعا ہے کہ بڑے بڑے مبشران انجیل اور کلیسیائی کارندوں کے قلم سے نکلے ہوئے مضامین کے ذریعہ سے مسیحی کارندوں کی عملی استعانت کرے۔ نیز

مختلف مشن سٹیشنوں کی کامیابی کی خبریں اس میں خصوصاً درج ہوتی ہیں۔ سنڈے سکول اور کرسچین اینڈیور کے کاموں کے متعلق ہر قسم کی ضروری توجہ دیجاتی ہو +

شرح چندہ کی حسب ذیل ہو

عوام سے	عا	سالانہ
اگر تنخواہ پچاس روپیہ سے کم ہو	عہ	"
" پچیس روپیہ سے کم ہو	عہ	"
" پندرہ روپیہ سے کم ہو	۱۲ار	"
" نو روپیہ سے کم ہو	۸ر	"

نمونہ کا پرچہ درخواست پر روانہ کیا جاتا ہو۔ درخواستیں ذیل کے پتہ پر ہونی چاہیئے +

پادری۔ ای جی میکاؤ۔ المورہ یوپی (صوبجات)

پرسبیٹیرین بیوگان و یتامی کا فنڈ

یہ فنڈ ۱۸۹۳؁ء میں قائم ہوا ہو۔ تین سو سے زیادہ اشخاص اسمیں شریک ہیں۔ ساٹھ سال کے عرصہ میں اس فنڈ کی طرف سے ۵۵ بیوگان اور خاندانوں کو ۲۵ ہزار روپیہ سے زیادہ پنشن دیگئی ہو۔ یہ رقم اس کل رقم سے نو ہزار روپیہ زیادہ ہو جو چندہ دہندگان سے وصول ہوا ہو۔ اسوقت اس فنڈ میں بیالیس ہزار پانسو روپیہ سے زیادہ خزانہ میں موجود ہے۔ اس فنڈ کا نرخ کسی اور اس قسم کے فنڈ سے بہت ارزاں ہے۔ ہند کا ہر ایک مسیحی مرد اور عورت اس فنڈ میں شامل ہو سکتا ہو۔ مردوں کو پیرسالی میں۔ مستورات کو بیوہ کی حالت میں اور بچوں کو یتیمی میں اس فنڈ سے پنشن ملتا ہے۔ صرف ایک پیسہ کا کارڈ بھیجنے پر پراسپکٹس روانہ کر دیا جاتا ہے +

پادری والٹر جے۔ کلارک صاحب ایم۔ اے منیجنگ ڈائرکٹر نولکھا لاہور

دستور العمل نورافشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ ۱۲ار معہ ضمیمہ عا ۱۲ار
قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک " عا ۱۲ار " ہے
قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جائیگی +

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سال تمام
کالم کا آٹھواں حصہ	عا	ہے ۱۲ار	ے
چوتھائی کالم	ہے ۱۲ار	ے	عہ
نصف کالم	ے	عہ	۱۵عہ
پورا کالم	عہ	۱۵عہ	۲۵عہ
پورا صفحہ	۲۵عہ	۵۰عہ	۱۰۰عہ

ایک دفعہ کیلئے فی سطر کالم ۸ر ما بعد کے لئے ۴ر فی سطر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا +

نوٹ

نامہ نگار اپنی اپنی تحریر کے آپ ذمہ وار ہیں

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ پچاس پرچہ تصویر دار سنڈے سکول بلا محصول عہ
" " " " معہ محصول عہ
" سالانہ آٹھ کاپی سبق سنڈے سکول عہ

ضرورت

مشن آرفینج وانڈسٹریل اسکول سہارنپور کے بورڈنگ ہوس میں ایک ہاؤس فادر کی ضرورت ہو درخواست کنندہ عیسائی ایماندار محنتی چالاک تندرست ہو تاکہ کام اچھی طرح کر سکے اور تنخواہ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت پرنسپل صاحب سے کرنا چاہئے +

پادری سی بورپ صاحب بہادر سپرنٹنڈنٹ مشن انڈسٹریل آرفینج اسکول سہارنپور

پانچ ہزار روپیہ انعام

ممیرے کا سرمہ

پانچ ہزار روپیہ انعام

پانچ ہزار روپیہ انعام | مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب | پانچ ہزار روپیہ انعام

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم صاحبان اور دیگر آنکھ کے مریضوں جب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لیکر بڈھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اسلئے کم رکھی ہے کہ خاص و عام اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلئے کافی ہے دو روپیہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ تین روپیہ خاص ممیرو فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار۔ درخواست کیواسطے اخبار کا حوالہ ضرور دیں +

المشتہر

پروفیسر میا سنگھ آہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

تازہ سندات | ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے! | تازہ سندات

۱- میں نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ صاحب نے خود بنایا ہے آپ خود اور دیگر مریضوں پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ یہ نادر ممیرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھوں کی بیماری کیواسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے میں نے اپنے تجربہ میں آج تک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہیں دیکھا میں انکو جنکی آنکھوں میں خواہ کسی قسم کی شکایت ہو بڑے زور سے استعمال کرنے کی سفارش کرتا ہوں ہر طرح پر مفید اور فائدہ بخش ثابت ہوگا۔ پانی آنے دھند خارش سرخی چشم کیواسطے انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوگا اور سچ پوچھے تو آپ نے اسقدر سستے داموں میں یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا احسان کیا ہے اسکا تحریر الفاظ میں ہونا محال ہے ضرور ہے کہ ملک کے تمام لوگ آپکے سرمہ سے فیضیاب ہو کر فائدہ اٹھائیں اور ہر طرح کی آنکھ کی بیماریوں سے نجات حاصل کریں +

(راقم پنڈت گنگا رام صاحب ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر بہاولپور)

۲- جناب پروفیسر میا سنگھ صاحب زاد و دانشکم تسلیم مزاج شریف آپکے یہاں سے بذریعہ ویلیو پی ایبل۔ سرمہ منگا کر استعمال کیا خدا کے فضل سے ناخنہ جو کا طبیعہ ہوا بلکہ صحت کلی ہوگئی۔ آپ کا تیار کیا ہوا سرمہ علاوہ پانی سرخی چشم پڑوال کی کھجلاہٹیں اور بیہم شروع کیٹرکٹ (ابتدائی موتیابند) میں بھی مفید ہے بصارت کو طاقت دیتا ہے بہت سے مریضوں پر استعمال کیا تیسرے دن فائدہ معلوم ہوا واقعی اکسیر کا حکم رکھتا ہے ایک تولہ سرمہ سفید اور بھیجدیں +

(راقم ڈاکٹر ریاض الدین مقام کرانگ ضلع محیلنا سرحد ملک چین)

۳- جناب پروفیسر صاحب تسلیم۔ آپکا سرمہ ایک مریض پر استعمال کیا جسکو عرصے سے دھند ناخنہ تھا۔ تمام لوشن کا شکاب اور جنت بوریک لوشن لیڈ لوشن کسی سے اسکو فائدہ نہوا آپکے سرمہ سے ایک ہفتہ کے استعمال سے کلی فائدہ ہوا +

(راقم۔ ڈاکٹر نوازش علی نیٹنس مقام۔ دیوبند)

۴- جناب پروفیسر میا سنگھ صاحب تسلیم میں نے آپکے ہاں سے سرمہ سفید ممیرے کا منگوا کر استعمال کیا حد درجہ کا فائدہ ہوا بلکہ صحت کلی حاصل ہوگئی۔ آپکا سرمہ جملہ امراض چشم کو مفید ہے بصارت کو طاقت بخشتا ہے تیسرے دن فائدہ معلوم ہوتا ہے واقعی یہ سرمہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے اسلئے میں خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ اس سرمہ سے بہتر آنکھ کے لئے اور کوئی دوا نہیں ہے +

(راقم مہاراج کنور جیتر پال سنگھ صاحب بہادر ریاست مجگواں ام؟)

۵- جناب سردار صاحب تسلیم آپکا ممیرے کا سرمہ استعمال کیا میں تصدیق کرتا ہوں کہ بیشک یہ سرمہ کمزوری چشم کیلئے بہت مفید ہے میری آنکھیں بہت کمزور تھیں میں لگاتار ایک پہر کام کرنے سے معذور ہو جاتا تھا۔ اب میری یہ کیفیت ہے کہ صرف چار روز کے استعمال سے تین پہر بلکہ تمام دن اچھی طرح کام کرسکتا ہوں +

راقم میاں خورشید محمد خان خلف نواب یسین محمد خان صاحب رئیس اعظم ریاست بھوپال +

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کی سندات میں سے جو قریب کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے اسکو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے پنجاب بینک میں اسی غرض کے لئے ماہ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء میں جمع کیا گیا ہے +

پادری۔ آر ڈی ٹرلیسی صاحب اڈیٹر و منیجر نورافشاں کیواسطے مشن پریس لودیانہ میں باہتمام وائیکلی براؤن کے چھپا۔